



## سوال

(64) مسجد کے اخراجات کے لیے اس کی جگہ میں دکانیں تعمیر کرنا

## جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایک مسجد پختہ اب سڑک شہر میں واقع ہے۔ بالکل غیر آباد اور بوسیدہ حالت میں ہو گئی ہے۔ اس کے چراغ بتی اور نیز مرمت وغیرہ کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ ایسی صورت میں اس کے بقا اور استحکام کا خیال کرتے ہوئے اگر ب سڑک دکان تعمیر کر دی جائیں اور اوپر مسجد کا حصہ کر دیا جائے تاکہ دکان کی آمدنی سے مسجد کے اخراجات مرمت، صفائی، چراغ بتی اور پانی وغیرہ کے لیے ایک مستقل صورت پیدا ہو جائے۔ اس کی ہجرت وغیرہ بالکل مسمار ہو گئی ہے باہر کی دیوار کھڑی ہے۔ اندر تمام گھاس جم گئی ہے بالکل خراب و خستہ حالت میں ہے۔ اگر شرعاً اجازت ہو تو نیچے کا حصہ دکان میں شامل کر دیا جائے اور اوپر کا حصہ مسجد میں کر دیا جائے یعنی اوپر مسجد اور اس کے نیچے دکان تعمیر کرادی جائے تو ایسی صورت میں شرعاً اجازت ہے یا نہیں؟

## الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

صورت مسئلہ میں مسجد مذکور کی زمین پر یا اس کے کسی حصے پر دکان تعمیر کرنا شرعاً جائز نہیں ہے کیونکہ جب کوئی زمین ایک بار مسجد قرار پانچکی تو اب وہ ہمیشہ کے لیے مسجد ہو گئی اس کا مسجد ہونا کبھی باطل نہیں ہو سکتا اور اس جگہ کا ادب و احترام ہمیشہ کے لیے واجب ہے۔ نہ اُس میں جنب اور حائض و نساء کا داخل ہونا جائز ہے اور نہ اس زمین پر یا اس کے کسی حصے پر دکان تعمیر کرنا جائز ہے۔ اگرچہ یہ دکان اس غرض سے تعمیر کرائی جائے کہ اس کی آمدنی سے اس دکان کے اوپر مسجد بنائی جائے اور اس مسجد کے اخراجات مرمت، صفائی، چراغ بتی اور پانی وغیرہ کے لیے مستقل صورت پیدا ہو جائے، فقہائے حنفیہ کے نزدیک بھی یہی اصح ہے اور یہی مفتی برہ ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

"وإذا خرب المسجد واستغنی ابله وصار بحيث لا یصلی فیہ عادلکما لو اقفہ اولور شتہ حتی جاز لم ان ینعوه او ینوہ دار او قیل ہو مسجد ابد او ہوا لا صح کذا فی خزائنہ المفتین" [1]

جب مسجد ویران ہو جائے اور وہاں بننے والے اس سے بے نیاز ہو جائیں کہ وہاں نماز بھی نہیں پڑھی جاتی اور وہاں بننے والے اس سے بے نیاز ہو جائیں کہ وہاں نماز بھی نہیں پڑھی جاتی تو وہ اس کو وقف کرنے والے یا اس کے ورثہ کی دوبارہ ملکیت بن جائے گی حتیٰ کہ ان کے لیے اسے بچنا یا اسے گھر بنانا جائز ہوگا، لیکن ایک قول کے مطابق وہ ہمیشہ کے لیے مسجد ہی رہے گی اور یہی زیادہ صحیح ہے جیسا کہ "خزائنہ المفتین" میں ہے۔

در مختار میں ہے :-

"ولو خرب ما حوله واستغنی عنہ بیتی مسجد عند الإمام والثانی ابدالی قیام السانہ وہ یفتی حاوی القہ سی" [2]

اگر اس (مسجد) کے ارد گرد ویران ہو جائے اور اس سے مستغنی ہو جائیں تو وہ امام اور دوم کے نزدیک ہمیشہ قیامت تک مسجد ہی رہے گی اور اسی پر فتویٰ ہے۔  
ردالمحتار (513/3) میں ہے :-

"قولہ : (ولو خرب ما حولہ) آی و لومح بقانہ عامرا و کذا لو خرب و لیس لہ ما یعمر بہ وقد استغنی الناس عنہ لبناء مسجد آخر (قولہ : عند الإمام والثانی) فلا یعود میرا ولا یجوز نقلہ و نقل مالہ الی مسجد آخر ، سواء کانوا یصلون فیہ أولا و ہوا لفتویٰ حاوی القدسی ، واكثر المشایخ علیہ مجتبیٰ و ہوا لوجه فتح اباجر"

اس کے قول اگر اس کے ارد گرد کا علاقہ ویران ہو جائے کا مطلب ہے کہ اگرچہ وہ (مسجد) اس ویرانی کے باوجود آباد رہے۔ اسی طرح اگر وہ ویران ہو جائے اور مسجد کو آباد کرنے کی کوئی صورت بھی نہ ہو اور کسی دوسری مسجد کے بننے کی وجہ سے لوگ اس سے بے پرواہ ہو جائیں اس کا قول "امام اور دوم کے نزدیک" چنانچہ وہ دوبارہ میرا بنے گی نہ اس کو نقل کرنا ہی جائز ہے اور نہ اس کے مال کو کسی دوسری مسجد کی طرف منتقل کرنا درست ہے ، خواہ وہ اس میں نماز پڑھیں یا نہیں اور یہی فتویٰ ہے اسی پر اکثر مشایخ ہیں۔ اور یہی زیادہ قوی ہے۔ املاہ : محمد عبدالرحمان عفا اللہ تعالیٰ عنہ۔

[1] - فتاویٰ عالمگیری (458/2)

[2] - الدر المختار (358/3)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

## مجموعہ فتاویٰ عبداللہ غازی پوری

کتاب الصلاة، صفحہ: 129

محدث فتویٰ